قادیانی تصویر کا دوسرا رُخ

مرزا صاحب قادیانی کے دم واپسیں تک تو قادیانی پارٹی کے دلوں میں وہ وہ منصوبے تھے کہ خدا ہی کو معلوم ہیں مگر مرزا صاحب کے انتقال کے بعد وہ منصوبے سب کے سب یکدم منسوخ ہو گئے۔ اب کیا ہے؟ صرف اَمَانِیُّ وَاِنْ ھُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ❖

چاروں طرف سے اعتراضات ہو رہے ہیں کہ جس جس پیش گوئی کو مرزا نے اپنی حیات میں ہونا بتلایا تھا وہ نہیں ہوئیں۔ جواب ملتا ہے کیا انبیاء مرا نہیں کرتے کیا انبیاء کے مرنے سے انکی حقانی تعلیم غلط ہو جاتی ہے؟ الٰہی پناہ! یہ کون کہتا ہے کہ انبیاء کے مرنے سے ایسا ہوتا ہے۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ جو کوئی نبی یہ کہے کہ مجھے خدا نے مخالفین کے ساتھ فیصلہ کی یہ راہ بتلائی ہے کہ اگر یہ کام میری زندگی میں نہ ہوا تو میں جھوٹا ہوا ایسا کہنے والے کی نسبت تم خود ہی بتلاؤ کیا کہو گے؟ جو تم ایسے شخص کے حق میں کہو گے وہی ہم مرزا کے حق میں کہتے ہیں۔ مرزا نے میرے متعلق جو فیصلہ کا اشتہار دیا تھا وہ ناظرین مرقع وغیرہ سب نے دیکھا یا سُنا ہو گا مگر بغرض استحضار مضمون چند فقرے اُسکے یہاں پر بالاختصار آج پھر نقل کئے جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کہتے ہیں:-

"اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ (مولوی ثناء اللہ) اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا ×× اور اگر میں مسیح موعود ہوں تو خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچینگے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ (مولوی ثناء اللہ) پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں ×× اے میرے آقا! اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد ہے اُسکو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اُٹھا لے ×× اے میرے پیارے مالک! تو ایسا ہی کر۔ آمین"

ہیں اُس اشتہار کے چند اقتباسات جو بناء گفتگو اور مدار فیصلہ ہیں۔ ان فقروں میں کسی طرح کا پیچ نہیں نہ کوئی اُلجھن ہے بلکہ بالکل صاف ہیں کہ مرزا صاحب مجھ میں اور اپنے میں خدائی فیصلہ چاہتے ہیں اور بذریعہ اشتہار پبلک کو اس فیصلے کے لئے منتظر رہنے کا حکم دیتے ہیں لیکن اس کے بعد جو فیصلہ ہوا وہ سب دنیا نے دیکھ لیا اور سُن لیا کہ ۲۶ مئی سنہ حال کو مرزا صاحب اس اشتہار کے مطابق وفات پا گئے۔ کیا کسی نے اچھا کہا ہے ؎

لکھا تھا کاذب مریگا پیشتر ❊ کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

اس کے جواب میں قادیانی خلیفہ رأس المجانین حکیم نورالدین کیا لکھتے ہیں اور کہاں تک حمقا کی آنکھوں میں مٹی ڈالتے ہیں۔ ہمارے ناظرین اس کے سُننے کے مشتاق ہونگے اس لئے آج اُنکو وہ مجنونانہ بڑ مع جواب کے ہم سناتے ہیں حکیم صاحب نے ایک بڑا لمبا چوڑا مضمون قادیانی رسالہ ریویو میں شائع کیا ہے جسکو ہم یہاں نقل کرتے ہیں آپ لکھتے ہیں:۔

"ثناء اللہ اور عبدالحکیم	ان دونوں کا کچھ الگ ذکر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ان دونوں کا ہلاک ہونا ضروری

تھا۔ یاد رکھنا ضروری تھا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ ایک مثال سے صدق اور کذب نہیں پرکھا جاتا بلکہ ہمیشہ کثرت کو دیکھنا چاہئے جنہوں نے حضرت مسیح موعود کے خلاف مباہلے کئے یا بددعائیں کیں یا جن کے خلاف حضرت مسیح موعود نے بددعا کی اُنمیں سے کتنے اب نظر آتے ہیں[1]؟ جہاں بیسیوں مثالیں ایسی موجود ہیں کہ معاندین خدا کے برگزیدہ کا مقابلہ کر کے ہلاک ہوئے وہاں ایک یا دو مثالیں بچ رہنے والوں کی النادر کالمعدوم کے حکم میں سمجھی چاہئیں کیونکہ اعتبار ہمیشہ کثرت کا ہوتا ہے۔ تعجب ہے کہ ایک ثناء اللہ اور عبدالحکیم کو تھوڑی سی مہلت ملجانے سے حضرت مرزا صاحب کے خلاف نتیجہ نکالا جاتا ہے مگر آپ کے بالمقابل ہلاک شدگان کی کثیر تعداد سے کوئی نتیجہ نہیں نکالا جاتا۔ جہاں اللہ تعالیٰ مقابل پر آنے والوں کو بار بار حضرت

[1] عموماً زندہ نظر آتے ہیں (مرقع) +

موعود کے سامنے ہلاک کرکے آپکی صداقت کو آفتاب کی طرح روشن کرچکا ہی وہاں ایک دو شخصوں کو مہلت ملجانے سے پہلی سارے ثابت شدہ نتیجوں کو کالعدم سمجھ لینا پرلی درجہ کی حماقت اور جہالت ہے" (نمبر، جلد، صفحہ ۲۹۵)

جواب

صرف ایک صوفی عبدالحق غزنوی ساکن امرتسر نے ۱۸۹۳ء میں مرزا سے مباہلہ کیا تھا جو اب تک زندہ ہی۔ اُس کے سوا اگر کسی نے مباہلہ کیا ہو تو بتلاؤ! اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ حکیم صاحب! مجھے آپکی سفید ریش پر رحم آتا ہی کہ آ دجالی کارخانہ کو سنبھالنے کے لئے اسی کی چال چلنے لگے اناللہ!

اوّل تو آپ کا یہ فرمانا غلط ہی کہ آپ میرے اور ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے معاملہ کو ایک مثال کہتے ہیں۔ حالانکہ آپ کے پیر و مرشد نے اسی کو مدارِ فیصلہ قرار دیا ہے۔ ای جناب! آپ کو معلوم نہیں؟ کہ صادق ہونے کے لئے جملہ امور میں صدق ثابت ہونا ضروری ہے اور کاذب بننے کے لئے ایک آدہ واقعہ بھی کافی ہے۔ کیا آپکو یا آپ کے قانونی مشیروں کو معلوم نہیں؟ کہ عدالت میں کسی تمسک کو غلط ثابت کرنے کے لئے فریق مخالف کو حق پہونچتا ہے کہ ایک آدہ سطر بلکہ ایک آدہ لفظ کو بھی غلط یا مشکوک ثابت کردے تو تمسک ردّی ہو کر قابلِ سند نہیں رہیگا۔ اُسوقت مدعی کا یہ حق ہوگا کہ مخالف ہی یہ کہی کہ کثرت کا اعتبار ہی ایک دو سطروں یا ایک دو لفظوں کے غلط ہونے سے کیا سارا تمسک غلط ہوگیا۔ واللہ اگر آپ کبھی عدالت میں ایسا فرمادیں تو خوب ہی لطف ہو +

حکیم صاحب! آپ تو طبیب ہیں اور مولوی بھی اس لئے امید ہے کہ آپ نے منطق کی بھی کوئی کتاب ضرور پڑھی ہوگی۔ سُنئے! موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہے اور سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ۔ قرآن شریف سے شہادت چاہو تو پڑھو مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ (سالبہ کلیہ) قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی (موجبہ جزئیہ) پھر آپ کس علم اور دیانت سے کہتے ہیں کہ ایک آدہ مثال سے کیا ہوتا ہی۔ کیا کسی انسان کی اعضاء رئیسہ میں سے ایک عضو بیمار ہو تو وہ انسان آپکی تشخیص میں بیمار ہوگا یا آپ اسی اصول سے کثرت کا اعتبار کرکے یہ کہینگے؟ کہ کثرت کا اعتبار ہی ایک آدہ عضو کا کیا ہی ابھی یہ شخص تندرست ہے

علاوہ اس کے قلّت و کثرت اُس جگہ دیکھی جاتی ہے جہاں افراد کثیرہ اور قلیلہ ایک ہی نوع کے ہوں۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ میرا اور دیگر مخالفین مرزا کا معاملہ دگرگون ہے۔ جس طرح سے میری حق میں صاف فیصلہ کا اشتہار مرزا صاحب نے دیا تھا کسی اور مخالف کی حق میں نہیں دیا۔ نہ کسی مخالف نے مرزا کے حق میں کوئی ایسا اعلان دیا تھا کہ اگر میں مرزا سے پہلے مرگیا تو میں جھوٹا ہونگا۔ بلکہ میں تو اپنی نوع کا ایک ہی فرد ہوں۔ سچے ہو تو دکھاؤ کسی مخالف کے حق میں مرزا نے ایسا اشتہار دیا ہے کہ پہلے مرنیوالا جھوٹا ہے؟ تاکہ قلّت کثرت کا مقابلہ ہوسکے۔ اتفاقیہ کسی مخالف کا مرجانا اور بات ہے اور مقابلہ میں بطور فیصلہ مرنا امر دیگر ہے۔

آئیے! اب ہم آپکی کثرت و قلّت کا بھی جائزہ لیں مگر پہلے مخالفین کی فہرست آپکو دکھلاتے ہیں جنکی مخالفت پبلک کو بھی معلوم ہے۔

(۱) مولانا شیخ الکل سید محمد نذیر حسین صاحب مرحوم۔ (۲) مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی۔ (۳) مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی۔ (۴) مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی۔ (۵) مولوی عبدالمجید صاحب دہلوی (۶) مولوی عبدالحق غزنوی۔ (۷) مولوی حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآبادی۔ (۸) مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مرحوم۔ (۹) مولوی ابومحمد عبدالحق صاحب دہلوی۔ (۱۰) پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی۔ (۱۱) حافظ جماعت علی شاہ صاحب علی پوری۔ (۱۲) مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی۔ (۱۳) مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی مقیم لاہور (۱۴) مولوی اصغر علی صاحب لاہوری۔ (۱۵) ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب پٹیالوی۔ اور اخیر میں وہ شخص جس کو مرزا صاحب تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۳۰ پر سب سے اشد مخالف لکھتے ہیں یعنی ابوالوفا خاکسار ثناء اللہ امرتسری بتلائیے! ان میں سے کتنے صاحب مرزا کی زندگی میں مرچکے اور کتنے زندہ ہیں؟ بجز مولانا سید نذیر حسین صاحب اور مولانا رشید احمد صاحب کے سب* زندہ ہیں جنمیں سے اول الذکر کی عمر ایک سو دس سال کی ہوئی اور دوسرے کی عمر اسی سال کی۔ جو مرزا کو نصیب نہ ہوئی۔

* مولوی محمد بشیر صاحب مرزا سے بعد انتقال ہوئے۔ (مرقع)

فلہٰذا ہماری اس فہرست پر آپکو یا کسی اور مرزائی کو اعتراض ہو اسلئے ہم مرزا کی اپنی پیش کردہ فہرست کو پیش کرتے ہیں۔ مرزا صاحب نے جن جن لوگوں کو اپنا مخالف سمجھا تھا اُنکو مباہلہ کے لئے اپنے رسالہ انجام آتھم میں دعوت دی تھی۔ ہم اس جگہ وہ فہرست نقل کر کے ناظرین کو اظہار رائے کا موقع دیتے ہیں پس ناظرین اُس فہرست کو بغور پڑھیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:-

"وہ لوگ جو مباہلہ کے لئے مخاطب کئے گئے ہیں یہ ہیں:-

(۱) مولوی نذیر حسین دہلوی۔ (۲) شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ۔ (۳) مولوی عبدالحمید دہلوی مہتمم مطبع انصاری۔ (۴) مولوی رشید احمد گنگوہی۔ (۵) مولوی عبدالحق دہلوی مؤلف تفسیر حقانی۔ (۶) مولوی عبدالعزیز لدہیانوی۔ (۷) مولوی محمد لودہیانوی۔ (۸) مولوی محمد حسن رئیس لودیانہ۔ (۹) سعد اللہ نومسلم مدرس لدہیانہ۔ (۱۰) مولوی احمد اللہ امرتسری۔ (۱۱) مولوی ثناءاللہ امرتسری۔ (۱۲) مولوی غلام رسول عرف رسل بابا امرتسری۔ (۱۳) مولوی عبدالجبار غزنوی۔ (۱۴) مولوی عبدالواحد غزنوی۔ (۱۵) مولوی عبدالحق غزنوی۔ (۱۶) محمد علی بوپہری واعظ۔ (۱۷) مولوی غلام دستگیر قصور ضلع لاہور۔ (۱۸) مولوی عبداللہ ٹونکی۔ (۱۹) مولوی اصغر علی لاہوری۔ (۲۰) حافظ عبدالمنان وزیرآباد۔ (۲۱) مولوی محمد بشیر بھوپالی۔ (۲۲) شیخ حسین عرب یمانی۔ (۲۳) مولوی محمد ابراہیم آرہ۔ (۲۴) مولوی محمد حسن مؤلف تفسیر امروہہ۔ (۲۵) مولوی احتشام الدین مرادآباد۔ (۲۶) مولوی محمد اسحاق اجراوری۔ (۲۷) مولوی عین القضاۃ صاحب لکھنؤ فرنگی محل۔ (۲۸) مولوی محمد فاروق کانپور۔ (۲۹) مولوی عبدالوہاب کانپور۔ (۳۰) مولوی سعیدالدین کانپور رامپوری۔ (۳۱) مولوی حافظ محمد رمضان پشوری (۳۲) مولوی دلدار علی الور مسجد دائرہ۔ (۳۳) مولوی محمد رحیم اللہ مدرس مدرسہ اکبرآباد۔ (۳۴) مولوی ابوالانوار نواب محمد رستم علی خان چشتی۔ (۳۵) مولوی ابوالمؤید امروہی مالک رسالہ مظہرالاسلام اجمیر۔ (۳۶) مولوی محمد حسین کوٹمہ والا دہلی۔ (۳۷) مولوی احمد حسن صاحب شوکت مالک اخبار شحنہ ہند میرٹھ۔ (۳۸) مولوی نذیر حسین ولد امیر علی انبیٹھ ضلع سہارنپور۔ (۳۹) مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری۔ (۴۰) مولوی عبدالعزیز

دینا نگر ضلع گورداسپور۔ (۴۱) قاضی عبدالاحد خان پور ضلع راولپنڈی۔ (۴۲) مولوی احمد رامپور ضلع سہارنپور محلہ محل۔ (۴۳) مولوی محمد شفیع رام پور ضلع سہارنپور۔ (۴۴) مولوی فقیر اللہ مدرس مدرسہ نصرت الاسلام واقع لال مسجد بنگلور۔ (۴۵) مولوی محمد امین صاحب بنگلور۔ (۴۶) مولوی قاضی حاجی شاہ عبدالقدوس صاحب پیش امام جامع مسجد بنگلور (۴۷) مولوی عبدالغفار صاحب فرزند قاضی شاہ عبدالقدوس صاحب بنگلور۔ (۴۸) مولوی محمد ابراہیم صاحب ویلوری حال مقیم بنگلور۔ (۴۹) مولوی عبدالقادر صاحب پیارم پیٹی ساکن پیارم پیٹ علاقہ بنگلور۔ (۵۰) مولوی محمد عباس صاحب ساکن وانباڑی علاقہ بنگلور۔ (۵۱) مولوی گل حسن شاہ صاحب میرٹھ۔ (۵۲) مولوی امیر علی شاہ صاحب اجمیر۔ (۵۳) مولوی احمد حسن صاحب کنجپوری حال دہلی خاص جامع مسجد۔ (۵۴) مولوی محمد عمر صاحب دہلی فراش خانہ۔ (۵۵) مولوی مستعان شاہ صاحب سانبھر علاقہ جے پور۔ (۵۶) مولوی حفیظ الدین صاحب دوجانہ ضلع رہتک۔ (۵۷) مولوی فضل کریم صاحب نیازی غازیپور زمینا۔ (۵۸) مولوی[1] حاجی عابد حسین صاحب دیوبند (۵۹) غلام نظام الدین صاحب سجادہ نشین نیاز احمد صاحب بریلی۔ (۶۰) میاں اللہ بخش صاحب سجادہ نشین سلیمان صاحب تونسوی سنگھڑی۔ (۶۱) سجادہ نشین صاحب شیخ نور احمد صاحب مہاراں والا (۶۲) میاں غلام فرید صاحب چشتی چاچڑاں علاقہ بہاولپور۔ (۶۳) التفات احمد صاحب سجادہ نشین ردولی۔ (۶۴) مستان شاہ صاحب کابلی (۶۵) محمد قاسم صاحب سجادہ نشین شاہ معین الدین شاہ خاموش حیدرآباد دکن۔ (۶۶) محمد حسین صاحب گدی نشین شیخ عبدالقدوس صاحب گنگوہی۔ (۶۷) گدی نشین اوچہ شاہ جلال الدین صاحب بخاری (۶۸) ظہور الحسین صاحب گدی نشین بٹالہ ضلع گورداسپور۔ (۶۹) صادق علی شاہ صاحب گدی نشین رتڑ چھتڑ ضلع گورداسپور۔ (۷۰) سید صوفی جان صاحب مرادآبادی صابری چشتی (۷۱) مہر شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ ضلع راولپنڈی۔ (۷۲) مولوی قاضی سلطان محمود صاحب آئی اعوان والا پنجاب۔ (۷۳) حیدر شاہ صاحب جلال پور کنکیاں والا۔ (۷۴)

[1] حضرت حاجی صاحب کے مولوی لکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی اکثر سنی سنائی باتوں پر کان لگایا کرتے تھے۔ (مرقع)

توکل شاہ صاحب انبالہ - (۷۵) مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی والا - (۷۶) محمد امین صاحب چکوتری علاقہ گجرات پنجاب - (۷۷) مولوی عبدالغنی صاحب جانشین قاضی اسمٰعیل صاحب مرحوم بنگلور - (۷۸) مولوی ولی النبی شاہ صاحب نقشبند رام پور دارالریاست - (۷۹) حاجی وارث علی شاہ صاحب مقام دیوا ضلع لکھنؤ - (۸۰) میر امداد علی شاہ صاحب سجادہ نشین شاہ ابوالعلا نقشبند - (۸۱) سید حسین شاہ صاحب مودودی دہلی - (۸۲) عبداللطیف شاہ صاحب خلف حاجی نجم الدین شاہ صاحب چشتی جودھپور - (۸۳) قطب علی شاہ صاحب دیوگڈھ علاقہ اودی پور میواڑ - (۸۴) میرزا بادل شاہ صاحب بٹالوی (۸۵) مولوی عبدالوہاب صاحب جانشین عبدالرزاق صاحب لکھنو فرنگی محل - (۸۶) علی حسین صاحب کچھوچھا ضلع فقیرآباد - (۸۷) شیخ غلام محی الدین صوفی وکیل انجمن حمایت اسلام لاہور - (۸۸) حافظ صابر علی صاحب رام پور ضلع سہارن پور - (۸۹) امیر حسن صاحب خلف پیر عبداللہ صاحب دہلی - (۹۰) منور شاہ صاحب فاضل پور ضلع گوڑگانوہ قریب دہلی - (۹۱) محمد معصوم شاہ صاحب نبیرہ شاہ ابوسعید صاحب رام پور دارالریاست (۹۲) بدرالدین شاہ صاحب سجادہ نشین پھلواری ضلع پٹنہ - (۹۳) شاہ اشرف صاحب سجادہ نشین پھلواری ضلع پٹنہ - (۹۴) منظر علی شاہ صاحب سجادہ نشین لوادا ضلع پٹنہ - (۹۵) لطافت حسین شاہ صاحب سجادہ نشین لوادا - (۹۶) نثار علی شاہ صاحب الور دارالریاست (۹۷) وزیرالدین شاہ صاحب سجادہ نشین مخدوم صاحب الور - (۹۸) مولوی سلام الدین شاہ صاحب ہہم ضلع رہتک - (۹۹) غلام حسین خان شاہ صاحب ٹہانوی ضلع حصار - (۱۰۰) سید اصغر علی شاہ صاحب نیازی اکبرآباد - (۱۰۱) واجد علی شاہ صاحب فیروزآباد ضلع اکبرآباد (۱۰۲) سید احمد شاہ صاحب ہردوئی[۵] ضلع لکھنؤ - (۱۰۳) مقصود علی شاہ صاحب شاہجہانپور (۱۰۴) مولوی نظام الدین چشتی صابری جھجر - (۱۰۵) مولوی محمد کامل شاہ اعظم گڈھ ضلع خاص (۱۰۶) محمود شاہ صاحب سجادہ نشین بہار ضلع خاص " (انجام آتھم صفحہ ۶۹ سے صفحہ ۷۲ تک)

کُل تعداد مدعوین مباہلہ کی ایک سو چھ (۱۰۶) تک پہونچی ہے - اب ہم نے یہ دکھانا ہے کہ انمیں سے کتنے مر گئے - سو شکر ہے کہ اس حساب کیلئے بھی ہمیں تکلیف کرنے کی حاجت نہیں بلکہ خود

۵؎ ہردوئی کا ضلع لکھنؤ لکھنے سے مرزا صاحب نے اپنی جغرافیہ دانی کا ثبوت دیا ہے - ہردوئی خود ضلع ہے (مرقع)

مرزا صاحب کا کیا کرایا اور اُن کے جانشینوں کا مستمر حساب پیش کرتے ہیں۔

مولوی محمد احسن امروہی نے اپنے مضمون "وفات الانبیاء" مندرجہ ریویو آف ریلیجنز قادیان بابت جون و جولائی میں ۱۹۰۸ء پر مرزا صاحب کی کتاب حقیقت الوحی سے مُردگان کی ایک فہرست نقل کی ہے ہم اُسی کو یہاں نقل کرتے ہیں:۔

"(۱) مولوی غلام دستگیر قصوری۔ (۲) مولوی محمد حسن بھین ضلع جہلم۔ (۳) منشی سعد اللہ لودھانوی۔ (۴) مولوی عبد المجید دہلوی۔ (۵) مولوی رسل بابا صاحب مرحوم امرتسری (۶) مولوی رشید احمد صاحب مرحوم گنگوہی۔ (۷) مولوی عبد العزیز لودھانوی۔ (۸) مولوی محمد لودھانوی"

پس کل آٹھ مخالف منجملہ ایک سو چھ ۱۰۶ مدعوین کے فوت ہوئے تو بتلاؤ اکثرت زندوں کی ہے یا مُردوں کی؟ ہاں مرزا اور مرزا کے حواریوں نے اس فہرست کو لمبا کرنے کے لئے چند نام اور بڑھائے ہیں جنکو مباہلہ کی دعوت نہ دی تھی۔ بدرا بدر باید رسانید کی نیت سے ہم اُنکو بھی یہاں شمار میں لئے لیتے ہیں وہ نام یہ ہیں:۔

"(۱) مولوی اسماعیل مرحوم علی گڈھی۔ (۲) فقیر مرزا ساکن دوالمیال ضلع جہلم۔ (۳) فضل داد خاں نمبردار جھنگا ضلع راولپنڈی (۴) عبد القادر ساکن طالب پور ضلع گورداسپور (۵) حافظ محمد الدین ساکن ننگر ضلع لاہور۔ (۶) بابو الٰہی بخش لاہور۔ (۷) مولوی ابو الحسن ساکن پنجگرائیں ضلع سیالکوٹ۔ (۸) چراغ الدین جموی۔ (۹) محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ۔ (۱۰) نور احمد موضع بھری ضلع گجرانوالہ۔ (۱۱) مولوی زین العابدین مدرس حمایت اسلام لاہور۔ (۱۲) حافظ سلطان سیالکوٹی۔ (۱۳) مرزا سردار بیگ سیالکوٹی۔ (۱۴) مولوی شاہ دین لودھانوی۔ (۱۵) مولوی عبد اللہ لودھانوی۔ (۱۶) مولوی عبد الرحمان مرحوم ساکن لکھو کے ضلع فیروزپور"

یہ سولہ ۱۶ اشخاص ملا کر پہلی فہرست مُردگان کی چوبیس ۲۴ تک پہونچی لیکن جس طرح ہم نے اِن غیر مدعوین کو مُردگان میں ملایا ہے انصافاً ہمیں حق پہونچتا ہے کہ ہم اِس تعداد کو مخالفین کی فہرست میں بھی جمع کریں پس جب ہم ایسا کرتے ہیں تو فہرست سابقہ ایک سو چھ ۱۰۶ میں

سولہ ملانے سے ایک سو بائیس ہوتے ہیں جنمیں سے چوبیس مرے تو کیا نسبت ہوئی؟
ناظرین! ابھی اس دجّالی پارٹی کا ایک غدر باقی ہے۔ فہرست کو لمبا دکھانے کے لئے دجّال اکبر اور اُس کی ذرّیت نے بعض غیر قوموں کے مُردگان کو بھی داخل فہرست کیا ہے۔ ہم انکی خاطر اُنکو بھی شمار میں لے لیتے ہیں۔ وہ یہ ہیں:-

(۱) پنڈت لیکھرام آریہ۔ (۲) سہج رام امرتسری۔ (۳) سومراج قادیانی۔ (۴) اچھر چند قادیانی۔ (۵) بھگت رام قادیانی۔ (۶) عبداللہ آتھم امرتسری (جس کی بابت مرزا کی پندرہ ماہہ پیش گوئی مشہور ہے۔ جو پیشگوئی کی میعاد گذار کر امن چین اور اطمینان سے دو سال بعد مرا تھا۔ شرم ہوتی تو اسکا نام نہ لیتے۔ لیکن شرم چہ کُتی ست کہ پیش مرداں بیاید؟)۔ (۷) ڈپٹی آتمارام کی اولاد (یہ وہی ڈپٹی صاحب ہیں جنہوں نے گورداسپور میں مرزا صاحب پر پانسو روپیہ جرمانہ کیا تھا۔ اِنپر تو مرزا صاحب کے غصّہ کا کوئی اثر نہ ہوا مگر انکی نابالغ اولاد پر نزلہ گرا۔ کیوں نہو۔ غصّہ بھی دانا ہے کہ موقع بے موقع دیکھکر ہی عمل دکھاتا ہے حالانکہ اپنے اشتہار "تبصرہ" میں خود ہی لکھتے ہیں کہ جو مقابلہ کرے اُسی پر عذاب نازل ہوتا ہے اُس کی اولاد پر نہیں۔ تُف) (۷) ڈوئی امریکہ۔ (۸) پنڈت دیانند+

بڑی چھان بین اور جستجو سے کل آٹھ نام ملے جو سابقہ فہرست چوبیس ۲۴ میں ملانے سے بتیس ۳۲ ہوئے۔ اور انصافاً ہم اپنے علم سے تین نام مدعوین وفات یافتگان میں سے اور بڑھاتے ہیں یعنی (۱) مولانا سیّد نذیر حسین صاحب دہلوی نوّر اللہ مرقدہٗ۔ (۲) مولوی احتشام علی صاحب مرحوم مراد آبادی۔ (۳) شاہ جی توکل شاہ انبالوی مرحوم ان کے ملانے سے ۳۲ سے ۳۵ ہوئے اور جب ہم اس آٹھ کے عدد کو مخالفین کی فہرست ایک سو بائیس ۱۲۲ میں ملائیں تو ایک سو تیس ۱۳۰ ہوتے ہیں۔ اور ابھی دو مخالف ایسے رجسٹرڈ ہیں کہ مرزا صاحب نے اُنکو مدعوین کی فہرست میں نہیں لکھا مگر ہیں وہ اوّل درجہ کے مخالف یعنی ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی اور حافظ جماعت علی شاہ صاحب علی پوری ضلع سیالکوٹ پس ان دو کو ملا کر مخالفین کی جماعت ایک سو ۱۳۲

تیس ہوئی جو قادیانی اصطلاح میں بمقابلہ پینتیس ۳۵ مُردگان کے تناسُب بہت ہی کم ہونگے۔ (شرم!! شرم!! شرم!!!)

اب ہم ایک لطیف مضمون ناظرین کو سناتے ہیں کہ دجّال قادیانی نے کہانتک کوشش کرکے مُردگان کی فہرست کو لمبا کیا ہے۔

اس فہرست میں سہج رام امرتسری دیکھکر مجھے خیال پیدا ہوا کہ یہ کون شخص ہے؟ باہر کا کوئی ہوتا تو خیال ہو سکتا تھا کہ ہم نہ جانتے ہونگے۔ مگر امرتسر کے باشندے کو جو مرزا کا سخت ترین مخالف ہو ہم نہ جانیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے اسلئے اس تحقیق کرنے کو ہم نے مرزا کی کتاب "حقیقت الوحی" کو دیکھا تو اس میں جو لطف ہم نے پایا ہم چاہتے ہیں کہ ناظرین کو بھی اُس لطف میں شریک کریں۔ مرزا صاحب اس سہج رام کی تفصیل یوں لکھتے ہیں کہ:-

"ایک شخص سہج رام نام امرتسر کی کمشنری میں سررشتہ دار تھا اور پہلے وہ ضلع سیالکوٹ میں صاحب ڈپٹی کمشنر کا سررشتہ دار تھا اور وہ مجھ سے ہمیشہ مذہبی بحث رکھا کرتا تھا اور دین اسلام سے فطرتاً ایک کینہ رکھتا تھا اور ایسا اتفاق ہوا کہ میرے ایک بڑے بھائی تھے انہوں نے تحصیلداری کا امتحان دیا تھا۔ اور امتحان میں پاس ہو گئے تھے اور وہ ابھی گھر میں قادیان میں تھے اور نوکری کے امیدوار تھے۔ ایک دن میں اپنے چوبارہ میں عصر کے وقت قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ جب میں نے قرآن شریف کا دوسرا صفحہ اُلٹانا چاہا تو اسی حالت میں میری آنکھ کشفی رنگ پکڑ گئی اور میں نے دیکھا کہ سہجرام سیاہ کپڑے پہنے ہوئے اور عاجزی کرنیوالوں کی طرح دانت نکلے ہوئے میرے سامنے آکھڑا ہوا۔ جیسا کہ کوئی کہتا ہے کہ میرے پر رحم کرا دو۔ میں نے اُس کو کہا کہ اب رحم کا وقت نہیں اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ اسی وقت یہ شخص فوت ہو گیا ہے اور کچھ خبر نہ تھی۔ بعد اس کے میں نیچے اُترا اور میرے بھائی کے پاس چھ سات آدمی بیٹھے ہوئے تھے اور اُنکی نوکری کے بارہ میں باتیں کرتے تھے میں نے کہا کہ اگر پنڈت سہجرام فوت ہو جائے تو وہ عہدہ بھی عمدہ ہے اُن سب نے میری بات سُن کر قہقہہ مار کر ہنسی کی کہ کیا چنگے بھلے کو مارتے ہو۔ دوسرے دن یا تیسرے دن

خبر آگئی کہ اسی گھڑی سہجرام ناگہانی موت سے اس دنیا سے گذر گیا"۔ (صفحہ ۲۹)

ناظرین! بغور ملاحظہ کریں کہ مرزا نے کہاں تک اپنے پرانے پرانے مخالفوں کی قبروں سے ہڈیاں نکالی ہیں۔ ۱۸۸۴ء میں امرتسر کی کمشنری ٹوٹ چکی ہے جسے آج ۱۹۰۸ء میں چوبیس ۲۴ سال ہوئے ہیں اور یہ واقعہ اس سے پیشتر کا ہے جسکی پوری تاریخ معلوم نہیں۔ اسی طرح پنڈت دیانند کی موت کو بھی آپ نے داخل کیا ہے حالانکہ پنڈت دیانند کی موت اکتوبر ۱۸۸۳ء میں ہوئی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا جی نے اپنی فوت شدہ مخالفین کی فہرست کو خوب جی کھولکر مکمل کیا ہے۔

حکیم صاحب! کیا آپ شمار و اعداد صحیح پیش کر کے بتلا سکتے ہیں؟ کہ کثرت کس طرف ہے۔

ہاں شائد کثرت سے مراد آپکی یہ ہوگی کہ مرزا صاحب تو اکیلے مرے اور اُن کے مخالفین زیادہ مرے۔ مگر ہمیں آپ جیسے حکیم مزاج سے یہ توقع نہیں کہ آپ ایسی بات کہیں لیکن تاہم ہم اس کے جواب کے لئے مرزا کی جماعت مردگان کی فہرست بتلانے کو طیار ہیں پس آپ یہ بات کہتے ہوئے ذرہ مولوی عبدالکریم وغیرہ کو یاد کر لیجیئگا۔

حکیم صاحب! ؎ شکایتوں کے کھلینگے دفتر اُدھر تمہاری اِدھر ہماری۔

آخر میں میں آپ کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ میرے یا ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے معاملہ کو دوسری مخالفین کی طرح نہ جانیں کیونکہ ہم دونوں کا اپنی زندگی میں مرنا مرزا نے جیسا مشہور کیا تھا اور کسی کا نہیں۔ خاصکر میری بابت جو الفاظ فرمائے تھے وہ میں آپکی خاطر پھر نقل کرتا ہوں۔ گو آپ بڈھے قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں تاہم کیا عجب کہ خدا آپکو سمجھ دے تو آپ اپنا خاتمہ درست کر لیں۔ غور سے سنئے!

"اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون۔ ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ (مولوی ثناءاللہ) پر میری (مرزا کی) زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں (مرزا) خدا کی طرف سے نہیں۔"

حکیم صاحب! قَدْ جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ۔ اِتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا۔

ع اگر اب بھی نہ وہ سمجھے تو اُس بُت سے خدا سمجھے!

آگے چلئے! حکیم صاحب فرماتے ہیں:-

"ہاں یہ بیشک دیکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو سنت انبیاء کے ساتھ ہے اُس میں اس کی کوئی نظیر بھی ملتی ہے یا نہیں۔ اب دیکھو حضرت عیسیٰ کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ یعنی عیسیٰ بن مریم کی زبان سے بنی اسرائیل کے اُن لوگوں پر جنہوں نے حضرت عیسیٰ کا انکار کیا لعنت کیگئی مگر تاریخ سے ثابت ہے کہ یہ لعنت حضرت عیسیٰ کے واقعہ صلیب کے بہت مدت بعد پڑی جب یروشلم تباہ ہوا۔ بہرحال لعنت کرنے والے تو تھے حضرت عیسیٰ اور اُنہی کو بزعم خود یہود نے صلیب سے مارڈالا۔ حالانکہ لعنت کا اثر یہ ہونا چاہئے تھا کہ یہود پر عذاب حضرت عیسےٰ کے سامنے آتا مگر ایسا نہ ہوا۔ پھر دیکھو حدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینا انا نائم فاتیت بخزائن الارض فوضع فی کفی سواران من ذھب فکبرا علی فاوحی الی ان انفخھما فنفختھما فذھبا فاولتھما الکذابین الذین انا بینھم صاحب صنعاء وصاحب الیمامۃ (صحیح البخاری) یعنی رویا میں دو سونے کے کنگن آپکے ہاتھوں میں ڈالے گئے جو آپ کو بہت بڑے معلوم ہوئے پھر آپ کی طرف وحی کی گئی کہ آپ دونوں کو پھونک ماریں چنانچہ آپنے دونوں کو پھونک ماری تو وہ دونوں گم ہوگئے اسکی تاویل آپ نے دو کذابوں سے کی یعنی اسود عنسی اور مسیلمہ۔ اب دیکھو یہاں آں حضرت کی طرف وحی کی گئی اور اس وحی کے مطابق آپکی پھونک سے دونوں گم بھی ہوگئے جسکا مطلب یہ تھا کہ دونوں آپکے ہاتھ سے ہلاک ہوگئے مگر اسود عنسی تو عین آپ کی وفات کے وقت ہلاک ہوا اور مسیلمہ پیچھے تک زندہ رہا اور ضرور ثناءاللہ اور عبدالحکیم کی طرح ڈینگیں مارتا رہا ہوگا کہ دیکھو آں حضرت میرے سامنے فوت ہوگئے۔ پھر وہ صدیق کے ہاتھ سے ہلاک ہوا۔ اسی دقت کو محسوس کرکے صاحب فتح الباری لکھتے ہیں واما مسیلمۃ فکان القاتم علیہ حتی قتلہ ابوبکر الصدیق فقام مقام النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی ذلک یعنی اس پیشگوئی میں صدیق آں حضرت کے قائم مقام ہوگئے"۔ (صفحہ ۲۹)

جواب

حیرانی ہے کہ آپکو حکیم نورالدین کہیں یا اُس الزماں کہیں؟ اے جناب! آپ ایسے مناظر اور متکلم ہوکر ایسی بے ڈول باتیں کرتے ہیں تو دوسروں کی کیا شکایت؟ بیچارے مسیلمہ کذّاب کو ڈینگیں مارنے کا حوصلہ نہ ہوا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ پیغمبر اسلام علیہ السلام نے میرے ساتھ کوئی اس قسم کا مباہلہ نہ کیا تھا کہ جھوٹا سچے سے پہلے مریگا۔ ہاں اگر مرزا صاحب اُس وقت ہوتے تو اُس کو بھی سکھا دیتے کہ کمبخت اسوقت دو ورقہ اشتہار ندیا تو کب دیگا؟ فوراً سے پہلے اشتہار دیدو کہ سنت اللہ یہی ہے کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرا کرتا ہے۔ لیکن جب اپنی پر گذری تو سب کچھ بھول گئے۔ آہ! خود غرضی تیرا ستیاناس ہو۔ تو کیسے کیسے داناؤں اور حکیموں کو بھی عقل کا دشمن بنا دیتی ہے۔

حکیم صاحب! ہمارا استدلال تو مرزاجی کے اس کلام سے ہے جو آپکی خاطر ہم پھر نقل کرتے ہیں۔ غور سے سُنئے!

"پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ (مولوی ثناء اللہ) پر میری (مرزا کی) زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں (مرزا) خدا کی طرف سے نہیں"

منہاجِ نبوت کے مدعیو! بتلاؤ! کسی نبی نے اپنے مخالفوں سے ایسا کہکر یہ نتیجہ دکھایا ہے؟ جو تمہارے نبی اور رسول نے دکھایا ہے۔ منہاج نبوت کا لفظ اگر دیوانوں کی طرح بار بار منہ پر نہیں لا رہے ہو تو اسکی کوئی نظیر دکھاؤ!

حکیم صاحب! حضرت مسیح کی لعنت کا ذکر انجیل متی باب کی ۶ - اور ۱۵ کی ۲۶ - اور ۲۳ کی ۳۳ میں ملتا ہے وہیں اُنکی لعنت کا اثر بھی ثابت ہے کہ مسیح یہودیوں کو سانپ اور سانپوں کے بچے کہتے ہیں۔ یہی اُنکی لعنت کا اثر ہے۔ علاوہ اس کے اس سے کیا نتیجہ نکلا؟ مطلب تو یہ ہے کہ ایک نبی اپنے مخالف کو یوں کہے کہ اگر تو میری زندگی میں نہ مرے تو میں خدا کا فرستادہ نہیں۔ پھر اُسی مخالف کی زندگی میں وہ نبی خود مر جائے۔ عالم باعمل اور فاضل بے بدل ہو تو اس کی نظیر بتلاؤ۔ ورنہ اس سے کیا فائدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب سُنا رہے ہو کہ خواب میں کنگن دیکھے تو آپ نے فرمایا وہ دو کذّاب

ہیں حالانکہ ایک اُن میں سے بعد مرا - ای جناب! میں یہ تو نہیں کہتا کہ مرزا کی طرح آپنے بھی علم حدیث کسی اُستاد سے نہیں پڑھا - ہاں یہ ضرور کہتا ہوں کہ لکنتہ اخلد الی الارض۔ حکیم صاحب! اولتھما کذابین اس میں ہما کی ضمیر سواران کی طرف ہے یعنی حضور فرماتے ہیں کہ جو کنگن خواب میں میرے ہاتھوں میں پہنائے گئے تھے وہ اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب ہیں - بتلائیے! اس میں کیا جھوٹ ہے - رہا اُنکا پہلے یا پیچھے مرنا - اُسکو خواب کی تعبیر میں کوئی دخل نہیں - خواب کی تعبیر صرف اُن دو کے مصداق بتلانے سے ہے اور بس - آگے چلئے! آپ فرماتے ہیں :-

"پس منہاج نبوت کے رُو سے کوئی امر مشتبہ باقی نہیں رہتا[۱] - ہمارے مخالف ایک لمحہ کیلئے غور کریں کہ جس استدلال سے وہ حضرت مسیح موعود کے ثناء اللہ اور عبدالحکیم کی زندگی میں فوت ہو جانے سے جھوٹا ہونے کا نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں اُسی استدلال سے اُس کثیر تعداد کی ہلاکت سے جو حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ہلاک ہوئے آپ کی صداقت کا کھلا کھلا نتیجہ نکلتا ہے یا نہیں؟ پھر کیا انکا فرض نہیں کہ ایسی صورت میں سنت اللہ کو دیکھیں اور منہاج نبوت پر غور کریں - اگر اسی بات کو اُلٹا کر دو، ہمارے سامنے پیش کریں یعنی یہ کہیں کہ جس طرح ہم اُن مخالفین کی ہلاکت سے جو حضرت مسیح موعود کے مقابل پر آئے تھے آپ کی صداقت کا نتیجہ نکالتے تھے اب آپ کے ثناء اللہ اور عبدالحکیم کے سامنے فوت ہو جانے سے انکی جھوٹے ہونیکا نتیجہ نکالیں تو ہمارا جواب یہ ہے کہ ہم منہاج نبوت سے باہر نہیں جاتے بلکہ ہم کثرت کو دیکھینگے کہ کس طرف ہے اور جب کثرت شہادت سے ایک نتیجہ پر پہونچ جاویں تو جو مثال اس کثرت کے خلاف پیش کیجاویگی اُس کے لئے منہاج نبوت اور سنت اللہ پر غور کریں گے اگر اُسکی نظیر وہاں ملے جیسا کہ معاملہ زیر بحث میں ہم نظیریں دکھا چکے ہیں[۲] تو پھر شبہ اور اعتراض کوئی باقی نہیں رہتا - اور اگر نظیر نہ بھی ملے تو بھی پیش گوئیوں اور دعاؤں کے متعلق خدا کی پاک کتاب سے ہمیں یہ قانون معلوم ہوتا ہے کہ کثرت کو دیکھنا چاہئے کیونکہ ایک طرف پیش گوئی کے متعلق یہ قانون بیان فرمایا کہ اِنْ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ اور دوسری طرف

---

[۱] بشرطیکہ شرم وحیا کی پرواہ نہ کی جائے - (مرقع) + [۲] جنکا ہم رد کر چکے ہیں (مرقع) +

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ الیٰ اٰخرہٖ اور تمام دنیا بھی اسی اصول کو مانتی ہے کہ استثناء سے قاعدہ نہیں ٹوٹتا۔ اب ہمارے مخالف بتائیں کہ وہ کیا جواب اسکا دیتے ہیں کہ جس صورت میں وہ ایک مثال کو لیکر کہ حضرت مرزا صاحب اپنے فلاں مخالف کی زندگی میں فوت ہوگئے جس کے لئے انہوں نے بددعا کی تھی اتنا شور دنیا میں ڈال رہے ہیں اور پھولے نہیں سماتے تو اسی قسم کی اُن بہت سی مثالوں سے جن میں حضرت کے مخالف آپ کے مقابلہ میں آکر آپ کی زندگی میں ہلاک ہوگئے وہ کیوں آنجناب کی صداقت کا نتیجہ نکالنے میں تامل ہوتے ہیں؟ اب تک تو وہ اس اصل کو ہی تسلیم نہ کرتے تھے اور اس طرح سے گریز اختیار کر لیا کرتے تھے مگر اب جبکہ وہ خود اپنی اشتہار بازی میں اس اصل کو تسلیم کر چکے ہیں تو اب ہماری اس مطالبہ کا جواب دیں کہ کثیر تعداد مخالفین کی ہلاکت سے اسی اصول کی بنیاد پر جو کچھ نتیجہ نکلتا ہے اس سے اب گریز کرنے کی کونسی راہ انکے پاس باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مصالح کو آپ ہی خوب جانتا ہے مگر میری سمجھ میں تو اس طریق میں یہ بھی ایک مصلحت الٰہی تھی تا یہ لوگ پورے پورے ملزم ٹھیریں اور انکی زبانوں سے وہ اقرار کرایا جائے جس کے رو سے حضرت مسیح موعود کی صداقت ایک ثابت شدہ امر ٹھیرتا ہے۔ اب انکے ہاتھ میں انکے اپنے اقرار کی رو سے اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ تائیدی شہادت کے ایک عظیم الشان مجموعہ کے مقابلہ میں انکے پاس ایک آدھ بات مخالفانہ شہادت کی ہے اسکا جواب ہم تو دے چکے اور منہاج نبوت سے اپنے جواب کی سچائی ظاہر کر چکے۔ اب انکا جواب سننے کے لئے منتظر ہیں کہ آیا یہ لوگ منہاج نبوت کو قائم رکھیں گے یا اپنی ضد اور ہٹ دھرمی اور مخالفت کو قائم رکھکر دہریہ پن کی طرف جھک جائیں گے۔" (ص ۲۹۸)

جواب ہم تو سمجھتے تھے کہ حکیم صاحب کوئی معقول بات کہیں گے جس کے جواب دینے میں ہمیں کچھ دقت ہوگی۔ مگر افسوس کہ آخر کار آپ مرزا کے مرید ہی ثابت ہوئے کہ "سوال از آسمان جواب از ریسماں" اے جناب! آپ ذرا تو غور کریں کہ ہمارا استدلال یہ ہے کہ ایک شخص (بقول خود) الہامی نبی اور رسول یہ اعلان شائع کرتا ہے کہ اگر میں

فلاں فلاں کی زندگی میں مرجاؤں تو میرے دعوے سب غلط ہیں اور اگر اس کو میری زندگی میں موت نہ آئے تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ آپ اس وزن کا کوئی واقعہ پیش کریں کہ کسی الہامی شخص نے مرزا صاحب کو کہا ہو کہ اگر میں مرزا سے پہلے مرجاؤں یا مرزا میری زندگی میں نہ مرے تو میں جھوٹا۔ پھر وہ اس وعدے کے بعد مرگیا ہو تو ایسے شخص کو ہم الہامی تو کیا شیطان سے بدتر نہ جانیں تو آپ ہمکو الزام دیں۔ ہماری مذہب میں ایسے شخص پر خدا کی۔ رسول کی اور دنیا بھر کے تمام نیک بندوں کی لعنت ہوگی۔ لیکن میں حیران ہوں کہ آپ اہل علم ہوکر ایسے استدلال کے مقابلہ پر یہ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں مخالف مرزا کے سامنے مرگیا تو مرزا کیوں نہ سچا ثابت ہوا؟ غور فرمائیے! "کھسیانی بلی کھنبہ نوچے" والی مثل ہے یا نہیں؛ محض کسی کا مرجانا کسی کے صدق کذب کی کوئی دلیل نہیں جبتک کہ کسی الہامی نے زوردار تحدی سے اسکی موت کی خبر نہ دی ہو اسی لئے اگر مرزا صاحب نے بھی یہ تحدی نہ کی ہوتی تو آج ہم اس استدلال سے کام نہ لیتے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ کسی مخالف نے تو مرزا کے متعلق کیا ہی کہا ہوتا خود مرزا نے بھی کسی مخالف کے حق میں (بجز میرے) مقابلہ کا یہ اعلان شائع نہیں کیا۔ کہ پہلے مرنے والا جھوٹا ہے۔ اچھا ہم آپکی خاطر فرض کئے لیتے ہیں کہ مرزا کی زندگی میں مخالفوں کے مرنے سے مرزا کی سچائی ثابت ہوئی بھی مگر اسکا کیا علاج؟ کہ آخری فیصلہ انکا اپنا لکھا اور تسلیم کیا ہوا ان کے خلاف ثابت ہوا۔ اس لئے ہم اسی کو بوجوہ ذیل ترجیح دیتے ہیں:۔

(۱) اس لئے کہ پہلے مرنے والے الہامی نہ تھے۔

(۲) ان مرنے والوں نے کوئی اعلان اس قسم کا شائع نہ کیا تھا۔

(۳) یہ اعلان مرزا نے اپنے صدق اور کذب کے معیار کیلئے شائع کیا تھا۔

(۴) مرزا نے یہ اعلان بمنشاء خداوندی شائع کیا تھا۔ (دیکھو اخبار بدر ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء

(۵) مرزا کو اپنی دعاؤں کی قبولیت پر بڑا ناز تھا۔ بلا دعا قبول ہوئی کو واپس کے بھی مدعی تھے (دیکھو انکا اشتہار متعلقہ شیخ مہر علی صاحب مرحوم ہوشیارپوری

بکتاب آئینہ کمالات) +

(۶) یہ فیصلہ آخری ہے اور آخری فیصلہ سابقہ فیصلوں سے زیادہ معتبر ہوتا ہے اصول حدیث اور قانون کا بھی یہی حکم ہے +

کثرت اور قلت کی تحقیق ہم پہلے کر چکے ہیں۔ منہاج نبوت کا ثبوت جو آپنے آیت کریمہ یُصِبْکُمْ سے دیا ہے بخدا مجھے آپکی نسبت جو حسن ظن تھا وہ بالکل غلط ہو گیا۔ گو میں آپکو مرزا کے مرید ہونے کی وجہ سے نیم سودائی جانتا تھا مگر میرا یہ بھی خیال تھا کہ آپ چونکہ قرآن مجید کا درس تدریس کرتے رہتے ہیں اور رات دن آپکا یہ شغل ہے اس لئے قرآن مجید کے مضامین پر تو ضرور آپکو اطلاع ہوگی مگر افسوس کہ ؎ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔

اب میں اس نتیجہ پر ہوں کہ اگر کوئی آپکی نسبت قرآن دانی کا اعتقاد رکھیگا تو میں اسکو بھی نیم پاگل جانونگا +

حکیم صاحب! سنئے! نبوت کی طرف سے منکرین کو جو عذاب کے مواعید سنائے جاتے ہیں وہ دو طرح کے ہوتے ہیں (۱) دنیا کے متعلق۔ (۲) آخرت کے متعلق۔ اب دونوں کا ثبوت سنئے! وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (پ۲۱-ع۱۵) مالک فرماتا ہے ہم ان کافروں کو بڑے عذاب سے پہلے ہلکا سا عذاب چکھائیں گے تاکہ یہ منکرین رجوع کریں +

اس آیت میں عذاب دو قسم کا بتلایا گیا ہے۔ ایک ادنیٰ اور ایک اکبر۔ ادنے عذاب پر رجوع کی توقع ظاہر کی گئی ہے۔ پس آپکی پیش کردہ آیت میں جو بعض کا لفظ ہے اسکا مصداق یہی ادنیٰ ہے جسپر رجوع کو متوقع بتلایا ہے +

ناظرین کی خاطر ہم اس آیت کی ذرہ تفصیل کرتے ہیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون اور اس کی قوم کے پاس آئے تو فرعون نے اور اس کی قوم نے مخالفت کا اظہار کیا۔ فرعون کی قوم میں ایک شخص تھا جو خفیہ ایمان رکھتا تھا۔ اسکی بابت اس آیت میں ارشاد ہے:۔

قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ

جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ وَاِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْهِ کَذِبُهٗ وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ (پ ۲۴ - ع ۹)

یعنی ایک ایماندار شخص نے جو فرعون کی قوم سے تھا اور اپنا ایمان مخفی رکھتا تھا فرعونیوں سے کہا کیا تم ایک شخص (موسیٰ) کو اس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ اللہ کو اپنا رب کہتا ہے اور تمہارے پاس دلائل بیّنہ لا چکا ہے (یہ تو سوچو کہ) اگر وہ کاذب ہے تو اُس کے کذب کا وبال اُسپر ہے اور اگر وہ صادق ہے تو جن جن واردات کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہی اُن میں سے بعض تم کو ضرور پہونچ جائینگی "

اس آیت میں اُس مومن شخص نے "بعض" کا لفظ دنیاوی عذاب کیطرف اشارہ کرنے کو استعمال کیا ہے جسپر رجوع کی امید ہوسکتی ہے۔ چنانچہ اس کلام کے بعد فرعونیوں پر جو دنیاوی عذاب آئے وہ اسی لئے آئے کہ رجوع الی اللہ کریں +

لیکن قادیانی اصطلاح ہی الگ ہے۔ اُنکے نزدیک خدا تعالیٰ اپنے رسولوں اور مرسلوں سے وعدہ کر کے خلاف کر دیتا ہے۔ اُن کے نزدیک یہ ہو سکتا ہے کہ نبی اپنے مخالفوں سے تحدّی کر کے ایک بات خدا کے حکم سے کہے مگر خدا ایسا غافل اور بے نیاز ہو جائے کہ تمام منکرین کے سامنے نبی کو ذلیل اور اُس کے پیرؤں کو رسوا کرا دے مگر اپنا وعدہ پورا نہ کرے۔ پھر اُس انکار کی وجہ سے منکرین پر عذاب بھی بھیجے۔ سبحان اللہ! ایسے ہی خدا کے حق میں یہ شعر موزون ہے ؎

بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور! کبتلک
ہم کہینگے حال دل اور آپ فرمائیں گے کیا۔

اس جگہ قادیانی دجّال کی جوتیوں کے غلام[1] اڈیٹر بدر کی بھی ایک انوکھی بات ناظرین کو سناتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو کہ یہ لوگ ایک جھوٹ کو ثابت کرنے کے لئے کہاں تک سیکڑوں جھوٹ بولنے سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔ جوتیوں کا غلام لکھتا ہی کہ:-

[1] ناظرین! ہم نے از خود ایسا نہیں لکھا۔ بلکہ یہ خوش آمدی خود لپنے آپ کو مرزا کی جوتیوں کا غلام لکھا کرتا تھا۔ (مرقع) +

"خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ میں ایسے گھبرا کر دعائیں کرنے لگے کہ حضرت صدیق اکبر کو کہنا پڑا کہ آپ کیوں گھبراتے ہیں؟ کیا وعدہ الٰہی نہیں کہ مسلمانوں کو فتح ہوگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وعدہ تو ہے مگر وہ غنی ذات ہے میں اس کے غنا سے ڈرتا ہوں" (آئینہ صداقت ص)

یہ واقعہ جنگ بدر میں اس طرح ہوا ہے جو بخاری کے الفاظ میں ہم نقل کرتے ہیں:-

عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر اللھم انشدک عھدک ووعدک اللھم ان شئت لم تعبد فاخذ ابو بکر بیدہ فقال حسبک فخرج وھو یقول سیھزم الجمع ویولون الدبر (صحیح البخاری - کتاب المغازی)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم بدر میں دعا کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ! تیرا وعدہ تجھ سے مانگتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو چاہے تو تیری کوئی بھی عبادت نہ کریگا۔ یعنی اگر تو ان مسلمانوں کو ہلاک کر دیگا تو اسوقت دنیا میں تیری خالص عبادت کرنے والا کوئی بھی نہ ہوگا۔ آپکی یہ دعا اور الحاح سُنکر حضرت ابو بکر نے آپکا ہاتھ پکڑا اور عرض کیا حضرت! بس یہ دعا کافی ہے یعنی اب اپنے آپکو مزید زحمت میں نہ ڈالئے اتنے میں آنحضرت یہ آیت پڑھتے ہوئے باہر آگئے کہ سیھزم الجمع یعنی یہ فوجیں ابھی بھگا دیجائینگی اور پیٹھ پھیر جائینگے" (بحمد اللہ ایسا ہی ہوا۔ مرقع)

یہ حدیث صحیح بخاری میں کئی ایک جگہ درج ہے۔ کتاب الجہاد میں بھی اسی طرح ہے۔ کتاب المغازی میں بھی ہے۔ دجالی پارٹی کا قاعدہ ہے کہ دجال اکبر کی روش پر کسی مقام کی عبارت اصلی الفاظ میں تو نقل نہیں کرتے بلکہ محض زبانی الفاظ میں لکھ دیتے ہیں۔ گویا تمام دنیا انکی امت ہے کہ انکے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کو آسمانی وحی کی طرح تسلیم کریگی۔

حکیم صاحب نے ادعونی اور لنبلونکم میں بھی تعارض سمجھا ہے۔ اسپر بھی ہم افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اے جناب! یہ دونوں آیتیں ایک دوسری کی مؤید ہیں۔ لنبلونکم والی آیت سے تو اتنا ثابت ہوتا ہے کہ بحکم الٰہی آفات اور تکلیفات ضرور آئینگی

اور اُدعُونی والی آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اُس تکلیف کے ساتھ دعا کرنے سے دعا قبول ہوگی - نہ اس میں بعض کا ذکر ہے نہ کل کا - اس سے یہ نتیجہ کیسے نکل آیا؟ کہ کسی نبی اور رسول کی دعا جسکی قبولیت کا خدا نے وعدہ بھی کیا ہو وہ بھی اپنا اثر اُلٹا دکھاتی ہے - کیا ہی سچ ہے ؎

کیا نصیبا ہی ترا بلبلِ شیدا اُلٹا ✦ رحم کی جا نہیں آجاتا ہی غصہ اُلٹا

حکیم صاحب میں اس جگہ مکرر آپکی قرآن دانی کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ؎

گر تو قرآں بریں نمط خوانی ✦ ببری رونقِ مسلمانی

ہاں آپ کی سوال کا جواب گو پہلے ہم دی آئے ہیں لیکن وہ سوال بڑا لذیذ اور آپکی قلعی کھولنے والا ہے - اس لئے ہم اسکو دوبارہ نقل کر کے جواب دیتے ہیں آپ پوچھتے ہیں کہ :-

"ہمارے مخالف بتاویں کہ وہ کیا جواب اسکا دیتے ہیں کہ جس صورت میں وہ ایک مثال کو لیکر کہ حضرت مرزا صاحب اپنے فلاں مخالف کی زندگی میں فوت ہوگئے جس کے لئے انہوں نے بددعا کی تھی اتنا شور دنیا میں ڈال رہے ہیں اور پھولے نہیں سماتے تو اس قسم کی اُن بہت سی مثالوں سے جنیں حضرت کے مخالف آپ کے مقابلہ میں آکر آپ کی زندگی میں ہلاک ہوئے وہ کیوں آنجناب کی صداقت کا نتیجہ نکالنے میں تامل ہوتے ہیں؟ (حوالہ مذکور بعبارت مذکور)

کیا یہی سوال ہے نا؟ سُنئے! آپ اس قسم کی ایک ہی مثال تبلادیں کہ کسی مستند اور مسلّم الہامی نے یہ دعا شائع کی ہو کہ ہم دونوں (مرزا اور الہامی) میں سے جھوٹا سچے کی زندگی میں مریگا - پھر وہ الہامی مرگیا ہو اور اُس کے مرنے کے بعد ہم اسکو الہامی مانتے ہوں - ہم تو ایسے الہامی پر لعنت کرتے ہیں اور آپ بار بار یہی پیش کئے جاتے ہیں ✦

آیئے! ہم آپکی خاطر یہ رعائت بھی آپ کو دیتے ہیں کہ کوئی ایسا ہی مخالف

بتلایئے! جس کے مقابلہ میں مرزا صاحب نے یہ اعلان کیا ہو کہ ہم دونوں میں سے جھوٹا پہلے مریگا۔ پھر وہ پہلے مرگیا ہو۔ اگر ایسا نہیں تو خالی مرجانا کسی مخالف کا حجت نہیں ہے۔ اگر مرزا صاحب نے ہماری متعلق یہ الہامی دعا شائع نہ کی ہوتی تو ہم بھی اُن کے مرنے سے اُن کے کذب پر استدلال نہ کرتے بلکہ اُنکی موت کو معمولی موت جانتے لیکن اسکا کیا علاج؟ کہ اُنہوں نے ایک ایسا اعلان کر دیا جو بحکم قضی الرجل علی نفسہ اُن کے حق میں اقبالی ڈگری ثابت ہوا +

حکیم صاحب! ہم آپکی تائیدی شہادت کا مجموعہ" بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ بتلادیں تو مشکور ہونگے نہیں تو اسکو بھی دیوالیے کی ایک بڑ جانینگے +

آگے چلیئے! آپ لکھتے ہیں:۔

"یہ جواب ہمارا صرف ایک پہلو سے ہی۔ اور اس کے ساتھ بعض اور امور بھی قابل غور ہیں اوّل یہ کہ ثناء اللہ نے پہلے مباہلہ سے انکار کیا اور اس بد دعا کے جو حضرت صاحب نے اس کے لئے کی تھی مباہلہ ہونے سے انکار کیا اور اب خود اسکا نام مباہلہ رکھتا ہے جو ایمانداری نہیں ہی حقیقت الامر یہی ہی کہ مباہلہ نہیں ہوا" (ص ۲۹)

جواب یہ جواب آپکی دیانت اور علم کے مطابق تو ٹھیک ہی مگر درصل ٹھیک نہیں۔ مباہلہ کے اصل معنے چونکہ یہ ہیں کہ فریقین بالمقابل ایک دوسرے کے حق میں بد دعا کریں اور یہ تو ظاہر ہے کہ مَیں نے مرزا کے مقابلہ میں کوئی بد دعا نہیں کی اس لئے مَیں نے اس کے مباہلہ ہونے سے انکار کیا تھا مگر چونکہ مرزا جی نے اور مرزا کی اندھی تقلید میں مرزائیوں نے اسکا نام مباہلہ رکھا (دیکھو تبصرہ مرزا صاحب ص۲) اس لئے مَیں نے بھی اسکو کہیں کہیں مباہلہ کہدیا ہوگا ورنہ درصل مباہلہ نہیں بد دعا ہے +

آگے چلیئے! آپ لکھتے ہیں:۔

"دوسرے یہ کہ جب حضرت صاحب نے اس کے لئے بد دعا کی تو اُس نے اس بات سے بھی اپنا انکار شائع کر کے لکھدیا کہ میں اس طریق فیصلہ کو منظور نہیں کرتا جیسا کہ اُسکی اخبار اہلحدیث سے ظاہر ہے بعض لوگوں کا یہ اعتراض ہی کہ اُس کے انکار سے کیا ہو سکتا ہے؟

وہ نہیں سوچتے کہ حضرت مسیح موعود تو کسی طرح سے اس سے فیصلہ کرنا چاہتے تھے اور جب دوسرا فریق ہی اس طریق فیصلہ سے انکاری ہے تو فیصلہ کہاں ہوا؟"

جواب تو پھر باوجود میرے انکار کے مرزا اور مرزائیے دام افتادہ کیوں اس بددعا کو فیصلہ کن جانتے تھے؟ میرا انکار ۲۶- اپریل ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث میں نکلا تھا۔ مگر مرزا اور مرزا کے جانشین اس سے بعد بھی اس دعا کو فیصلہ کن کہتے رہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ ۳ جون ۱۹۰۷ء کو میں نے ایک خط بطلب کتاب حقیقت الوحی حسب وعدہ مرزا کے مرزا کے نام بھیجا جسکا جواب مرزا کی طرف سے بذریعہ اخبار بدر ۱۳ جون ۱۹۰۷ء کو شائع ہوا۔ جو یہ ہے:-

" نقل خط بنام مولوی ثناء اللہ صاحب آپ کا رجسٹری شدہ کارڈ مرسلہ ۳ جون ۱۹۰۷ء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہونچا۔ جسمیں آپ نے ۴ اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار بدر کا حوالہ دیکر کتاب حقیقت الوحی کا ایک نسخہ مانگا ہے۔ اس کے جواب میں آپکو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپکی طرف حقیقۃ الوحی بھیجنے کا ارادہ اسوقت ظاہر کیا گیا تھا جبکہ آپکو مباہلہ کیواسطے لکھا گیا تھا تاکہ مباہلہ سے پہلے آپ کتاب پڑھ لیتے مگر چونکہ آپنے اپنے واسطے تعیین عذاب کی خواہش ظاہر کی اس واسطے مشیت ایزدی نے آپکو دوسری راہ سے پکڑ لیا۔ اور حضرت حجۃ اللہ کو قلب میں آپ کیواسطے ایک دعا کی تحریک کرکے فیصلہ کا ایک اور طریق اختیار کیا" (اخبار مذکور ص۲)

ناظرین! اس خط کو بغور ملاحظہ کیجئے! کہ دو باتوں کا ثبوت اس سے کیسا صاف ہوتا ہے؟

(۱) ایک تو یہ کہ مرزا نے میرے ساتھ فیصلے کی جو دعا کی تھی بمنشاء خداوندی کی تھی۔

(۲) دوئم یہ کہ میرے انکار مجریہ ۲۶- اپریل ۱۹۰۷ء کا مرزا جی کی اس دعا پر کوئی اثر نہ ہوا تھا بلکہ باوجود میرے انکار کے مرزا اور مرزائی بدستور دعاء مرزا فیصلہ کن جانتے رہے اور انتظار کرتے رہے۔ اب تو ء کے بعد حکیم صاحب کا اور آنکی تقلید میں ان کے ماتحتوں کا انکار کرنا اہل دانش کے نزدیک بجوے نارزد +

اور سنئے! میرے انکار مجریہ ۲۶- اپریل ۱۹۰۷ء کے بعد ۹ مئی ۱۹۰۷ء کے بدر میں مرزا صاحب کی تقریر یوں درج ہے کہ:-

"ثناء اللہ کیواسطے بھی ہم نے توبہ کی شرط لگادی ہے کیونکہ رحم کا مقتضا ہوتا ہے کہ توبہ سے انسان بچ جائے" (صفحہ)

دجالی پارٹی کے اعلیٰ ممبرو! کس دیانت اور امانت سے کہتے ہو کہ ثناء اللہ کے انکار سے مرزا کی دعا رد ہو گئی؟ انصاف اور ایمان سے (اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ) کہنا کہ اگر میں مرجاتا تو تم لوگ اِن تحریرات اور تقریرات مرزا کو پیش کر کے سچائی کا اظہار کرتے یا نہ؟ ضرور کرتے۔ تو کیا درصورت موت مرزا میرا اور دیگر مسلمانوں کا حق نہیں؟ کہ وہ انہی تحریرات کو پیش کر کے مرزا کی تکذیب پر تائید حاصل کریں +

مرزائیو! اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ؟ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ خدا کا نبی خدا کے حکم اور منشا سے اپنے سخت مخالف کے ساتھ فیصلہ کی دعا کرے اور صورت فیصلہ شائع کرے مگر وہ مخالف اپنی مخالفت یا شرارت سے اُس فیصلہ سے انکار کرے تو وہ فیصلہ جس کے لئے نبی صاحب نے دعا کی تھی رد ہو سکتا ہے؟ او ظالمو! کہتے ہوئے ذرہ تو شرم کرو۔ سنو! رَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ مَا کَانَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ (خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے خدائی کاموں میں مخلوق کو کچھ اختیار نہیں)۔

اچھا ہم تمہاری ہی بات مانے لیتے ہیں کہ میری انکار سے یہ فیصلہ منسوخ یا ملتوی ہو گیا۔ مگر یہ تو بتلاؤ! کہ یہ دعویٰ تمہاری طرف سے ہے یا اصل مدعی (مرزا) نے بھی اسکو کہیں شائع یا اشارہ کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو اسکا حوالہ دو! (اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ)۔ اگر انہوں نے شائع نہیں کیا تو اسکا دعویٰ کرنے والے تم کون ہو؟

حکیم صاحب! آپ تو بطور فخر کہا کرتے ہو کہ ہمارے امام نے یہ ایک عجیب اصول مباحثہ ایجاد اور شائع کیا ہے کہ الہامی کتاب وہ ہے جو خود دعویٰ کرے اور خود ہی دلیل بیان کرے کسی دوسرے کی محتاج نہ ہو۔ بس آپ اس اصول کو ملحوظ رکھکر اپنے الہامی کی صداقت کا اظہار خود اُس کے الفاظ میں بیان کریں ہم آپکا منصوبہ نہیں سنینگے کیا آپ بھول گئے کہ آپ وہی تو ہیں جنہوں نے دسمبر گذشتہ میں لاہور آریہ کانفرنس کے جلسہ میں مرزا کے الہاموں کا ترجمہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں ترجمہ نہیں کر سکتا (و

نہ میرا ترجمہ حجت ہے جبتک اہل الہام ترجمہ نکرے وغیرہ - تو آج آپکو یہ حق کس نے دیا ہے؟ کہ آپ ایک ایسی بات کا دعوی کریں جو اہل الہام نے نہیں کیا - سچے ہو - تو اہل الہام کے الفاظ شائع کرو جنکو اُس نے شائع کیا ہو کہ مولوی ثناء اللہ کے انکار سے اب فیصلہ مسترد یا ملتوی ہوگیا ہے - جیساکہ ہم نے ثبوت دیا ہے کہ میرے انکار کے بعد بھی مرزا اس دعا کا فیصلہ کُن ہونا مانتا رہا ہے +

آگے چلئے! آپ لکھتے ہیں :-

"تیسرے یہ کہ ہم تو اس بات کو اب بھی مانتے ہیں کہ حضرت صاحب کی بددعا اس کے حق میں منظور ہوئی اور وہ اسکا نتیجہ بھی انشاء اللہ دیکھیگا یہ بات ہم تجربہ کی بناء پر کہتے ہیں ہاں جس طرح خدا تعالی نے مسیلمہ کذاب کو آں حضرت کے بعد تک زندہ رکھا اسی طرح کسی مصلحت کیوجہ سے ان دونوں (مولوی ثناء اللہ اور ڈاکٹر عبدالحکیم) کو بھی حضرت مسیح موعود کے بعد تک زندہ رکھا" (صفحہ ۲۹۸ و ۲۹۹)

جواب ہماری زندہ رہنے کو مسیلمہ کذاب کی طرح کہکر آپ نے مخالفین اسلام کو موقع دیا ہے کہ وہ بھی اسلام اور نبی اسلام کی تکذیب اُسی طرح کریں جس طرح مرزا کی ہم کرتے ہیں - افسوس ہے آپکی حمیت اسلامی پر! اے جناب! مسیلمہ کذاب کے ساتھ ہماری مشابہت جب ہوتی کہ پیغمبر اسلام علیہ السلام نے بھی مرزا کی طرح یہ اعلان کیا ہوتا کہ میرا اور مسیلمہ کذاب کا یہ فیصلہ ہے کہ جو پہلے مرے وہ جھوٹا سمجھا جائے - اگر اس مضمون کا کوئی اعلان نبوی آپکی الماریوں میں ہے تو دکھائیے! تاکہ مخالفین اسلام کو پیغمبر اسلام کی تکذیب کا اچھا موقع مل سکے جو آپکا مقصود ہے - اس طرح تو اگر مخالفین اسلام آپکی چکنی چپڑی باتوں میں آکر بول پڑے تو منہ پر وہی ایک لگیگی جو آپ کے لگتی ہے کہ کوئی اعلان نبوی اس مضمون کا دکھاؤ!

رہا آپکا یہ کہنا کہ ثناء اللہ اسکا نتیجہ بھی دیکھ لیگا - اسکا جواب ایک تو قرآن مجید نے دیا ہے - غور سے سُنئے! یَتَرَبَّصُونَ بِکُمُ الدَّوَآئِرَ عَلَیْھِمْ دَآئِرَۃُ السَّوْءِ - اور سُنئے!

ل؎ مسلمانوں پہ تمکو مخالف گردشِ ایام چاہتے تھے انکو جوابدیا گردش ایام انہی پر ہے (مُرقع) +

لا یحیق المکر السیّئ الا باھلہ[1]

دوسرا جواب یہی ہے جو عام طور پر اخلاقی فقرہ مشہور ہے :-

"مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد"

اب کیا دیکھنا ہے؟ دیکھنا تو یہ تھا کہ مرزا کی زندگی میں مرتے۔ جب یہ نہ ہوا تو کیا ہوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ یہ تو مشہور ہی ہے ؎ شوربختاں بآرزو خواہند ✦ مقبلاں را زوالِ نعمت و جاہ

آگے چلیئے! آپ لکھتے ہیں :-

"اگر یہ سوال کیا جائے کہ حضرت مسیح موعود نے کیوں ایسی بد دعا کی؟ یا کیوں ایسا خیال کیا؟ جس میں ان دونوں کی اپنے سامنے موت کو معیار صداقت قرار دیا۔ یہ اس لئے کہ آپ اس قدر مخالفوں کی ہلاکت کو جو آپکے مقابل پر آئے تھے دیکھ چکے تھے کہ آپ اپنے رب سے پورا یقین رکھتے تھے کہ وہ ایسا ہی کریگا۔ مگر خدائے تعالیٰ غنی بھی ہے وہ جس طرح چاہتا ہے ایک کام کو کرتا ہے کسی کا مطیع نہیں ہے۔ خدائے تعالیٰ نے تو آخر اس سلسلہ کو کامیاب کر کے دکھانا ہے سو اُس نے حضرت مسیح موعود کی وفات سے بھی اسکی کامیابی کا ثبوت دیدیا ہے اور ابھی خدا جانے اور کیا کیا ہاتھ اپنی نصرت کے دکھائیگا۔ خود اُسکی تائید غیبی جو آپکی وفات کے وقت میں اس سلسلہ کے شامل حال ہوئی اور پہلے سے شائع شدہ وعدوں کے مطابق ہوئی بتا رہی ہے کہ تمام اعتراض ہیچ ہیں۔" (ص ۲۹)

جواب کیا فضول جواب ہے۔ حکیم صاحب! خدائے تعالیٰ غنی ہے مگر جھوٹا نہیں غور سے پڑھو! وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا۔ اللہ کی غنا کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنی ذات اور صفات میں کسی کا محتاج نہیں۔ نہ یہ کہ وہ وعدہ خلاف ہے۔ علاوہ اس کے اس جواب میں کمال ابلہ فریبی سے کام لیا ہے گویا دبی زبان سے یہ کہنا چاہا ہے کہ مرزا کا ایسا دعا کرنا اُس کے اپنے خیال سے تھا۔ خدائی حکم سے نہ تھا۔ حالانکہ ہم مرزا کے اپنے بیانوں سے ثابت کر آئے ہیں کہ یہ دعا اُسکی خدائی منشا سے تھی اور خدا نے اُس کے قبول کرنے کا وعدہ کیا تھا چنانچہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار بدر میں

[1] برا مکر کرنے والوں ہی پر پڑتا ہے۔ (مرقع)

مرزا کی اپنی تقریر ان لفظوں میں شائع ہوئی تھی کہ:-

"ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اسکی بنیاد رکھی گئی ہے ایک دفعہ ہماری توجہ اسکی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اسکی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ۔ صوفیا کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہی ہے باقی سب اُسکی شاخیں ہیں۔" (صٹ)

ناظرین! بغور دیکھیں! کہ حکیم صاحب کی اس وکالت پر جو آپ مرزا کی طرف سے کر رہے ہیں یہ مثل صادق آتی ہے یا نہیں؟ کہ "من چہ گویم طنبورۂ من چہ گوید" مرزا تو اپنی دعا کو خدا کے منشاء سے کہتا ہے اور خدا اُس کے قبول کرنے کا وعدہ کرتا ہے اور حکیم صاحب اُسکو مرزا کا محض خیال اور اپنی تمنا بتلاتے ہیں انّٰی ھٰذا من ذالک؟

آگے چلیئے! آپ لکھتے ہیں:-

"اور یہ بھی محض یاوہ گوئی ہے کہ حضرت صاحب پر وہ بددعا پڑی آپ کے الفاظ تو یہ ہیں کہ میں یہ دعا اس لئے کرتا ہوں "کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے" سو ان باتوں میں سے کوئی بات بھی آپ کے لئے واقع نہیں ہوئی بلکہ حسرت اور ناکامی وہ اپنے دشمنوں کے لئے چھوڑ گئے ہیں کیونکہ دشمنوں کی ساری آرزوئیں آنجناب کی وفات کے ساتھ ہی خاک میں مل گئیں۔ اور سلسلہ اُسی طرح کا اسی طرح قائم رہا۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ مضبوطی کے ساتھ قائم ہو گیا۔" (صفحہ ۲۹۹)

جواب حکیم صاحب! ایسی بیہودہ گوئی اور ابلہ فریبی تو بازاریوں کا کام ہے آپ جیسے اہل علم کا کام نہیں۔ آپ نے دعا اور علت دعا میں تمیز نہیں کی۔ یا آپکو اتنی تمیز ہی نہیں۔ مگر یہ خیال نہیں کہ آپکو واقفیت نہیں بلکہ جو کچھ کیا ہے دانستہ کیا ہے۔ ای جناب! ایک دعا ہوتی ہے اور ایک اُس دعا کی وجہ ہوتی ہے مثلاً کوئی اپنے دشمن کے حق میں دعا کرے "خداوندا! اسکو تباہ کر!" اور اس دعا کی وجہ یہ بتلاوے کہ میں اس لئے یہ دعا کرتا ہوں کہ مجھے یقین ہے کہ خدا

ظالم کو ضرور تباہ کریگا - تو یہ اسکی بد دعا کی علت اور وجہ ہے - بد دعا کے الفاظ اور ہیں اور علت دعا کے الفاظ اور +

آئیے! میں آپکو مرزا کی دعا کے الفاظ بتلاؤں گو آپ بھی جانتے ہونگے لیکن تجاہل عارفانہ یا حبک الشئ یعمی ویصم نے آپکی نظر کو چکاچوندہ کردیا ہے اس لئے آپ کے لئے سرمہ کی سلائی تجویز کرتا ہوں بغور استعمال کیجئے! مرزا جی دعا کرتے ہیں :-

"اے میرے آقا اور بھیجنے والے! مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما! اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اسکو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے"

مرزائیو! کرشن پنتھیو! خدا سے نہیں تو مخلوق ہی سے شرم کرو!

مرزا کے قانونی مشیرو! اور علمی وزیرو! اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَا اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ؟ کیا تمہارا علم تمکو یہی راہ بتلاتا ہے؟ کہ ایسے بین فیصلہ کو بھی نہ مانو +

آگے چلیئے! آپ لکھتے ہیں :-

"یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کے کسی الہام یا وحی میں ہرگز یہ لفظ نہ تھی کہ ثناء اللہ یا عبدالحکیم آپ کی زندگی میں فوت ہونگے ہاں آپکی وحی کی رو سے دونوں کے لئے ہلاکت ضرور مقدر ہے سو خدا تعالیٰ جب چاہیگا اپنے کلام کو پورا کر کے دکھا دیگا" (صفحہ ۲۹۹)

جواب ہم ابھی ۲۵ - اپریل ۱۹۰۸ء کے بدر سے حوالہ دے آئے ہیں کہ مرزا جی کا اپنا اقرار ہے کہ ثناء اللہ کے ساتھ ہمارا فیصلہ خدا کے الہام سے ہے اور خدا نے اس دعا کے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے - پس اصل مدعا علیہ کے اقرار کے ساتھ آپکا انکار بیجا ہے نا رود +

بحکم خداوندی کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ہلاکت اور موت سب کے لئے مقدر ہے تو کیا آپ اس ہلاکت سے مستثنےٰ ہیں؟

مرزائیو! سنو! ؎

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید + ز جام دہر مے کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

مگر اس موقعہ پر تمہارا یہ کہنا بالکل اس قصے کے مشابہ ہے جو کسی غافل بادشاہ کا مشہور

ہے کہ غنیم نے اُسپر حملہ کر کے ملک کا بہت سا حصہ دبا لیا تو اُس نے اپنے وظیفہ خوار دعا گوؤں کو بلا کر یہ ماجرا بیان کیا تو انہوں نے کہا حضور! کوئی حرج نہیں۔ انہوں نے اگر ہمارا ملک لے لیا ہے تو انکے ایمان کی بھی خبر کہاں؟ آخر انہوں نے اپنا ایمان بھی تو کھویا۔ بلا سے۔ سچ ہی ہے ؎

فادم کہ از رقیباں دامن کشاں گذشتی + گو مشتِ خاک ماہم بر باد رفتہ باشد

آگے چلیئے! آپ لکھتے ہیں؟:۔

"باقی رہی عبد الحکیم کی پیش گوئی سو خدا نے اُسے ایسا جھوٹا کر کے دکھایا ہے کہ اُس کو شرم کے مارے اسکا نام بھی نہ لینا چاہئے تھا۔ اُس نے اپنی پہلی پیش گوئی کو جس میں تین سال کی میعاد بتائی تھی اور حضرت صاحب کی وصیت کے بعد شائع ہوئی تھی دوسری پیشگوئی سے منسوخ کر دیا اور یہ اعلان کیا کہ ۴ راگست کو آپ کی وفات واقع ہوگی پس اس پیش گوئی کو جھوٹا کرنے کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ آپ ۴ راگست سے بعد فوت ہوتے بلکہ جب ایک دن معین کر دیا گیا تو اب جب جبتک پیشگوئی اُسی دن واقع نہو جھوٹی ہوگی بلکہ حضرت مسیح موعود کی وفات ۴ راگست سے پہلے واقع ہونے میں ایک مصلحت الٰہی یہ بھی تھی کہ کذاب کو کسی تاویل کی گنجائش نہ رہی کیونکہ ۴ راگست سے بعد واقع ہوتی تو وہ کہہ سکتا تھا کہ انذاری پیشگوئی میں میعاد کی مہلت مل سکتی ہے مگر خدا نے نہ چاہا کہ اُسے راستبازوں کے ساتھ کوئی بھی مشابہت حاصل ہو۔ اس لئے اپنی مصلحت سے ایسے وقت میں اُس نے حضرت مسیح موعود کو وفات دی جس سے وہ اس قابل بھی نہیں رہا کہ اسقدر فخر کرے جسقدر خیالین استراق سمع سے کر سکتے ہیں،، (ص ۲۹۹ و ۳۰۰)

جواب ڈاکٹر صاحب کی پیش گوئی کی تکذیب تو ہم بھی کرتے اور اخباروں میں تکذیب ہوئی بھی ہے۔ مگر آپ کے پیرو مرشد مسیح۔ مہدی اور کرشن گوپال مرزا صاحب اُن کے مصدق ہیں کیونکہ مرزا صاحب نے ڈاکٹر صاحب کی ۴۔ اگست والی پیش گوئی کو یوں لکھا ہے:۔

"ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے پیش گوئی کی کہ میں (مرزا) اُس (ڈاکٹر) کی زندگی میں ہی

۴ اگست ۱۹۰۸ء تک اُس کے سامنے ہلاک ہو جائیگا۔ مگر خدا نے اُسکی پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی ہے کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جاویگا اور خدا اُسکو ہلاک کریگا اور میں اُسکی شر سے محفوظ رہونگا" (مرزا کی آخری تصنیف چشمہ معرفت ص۳۲۲)

حکیم صاحب! افسوس آپ نے اِس بڈھے خبطی کو نہ سمجھا کہ "۴ اگست کو" والی پیشگوئی کو آپ "۴ اگست تک" کیوں لکھتے ہیں؟ آپ تو خیریت سے چلے جائینگے مگر ہماری گت آپ کے بعد ہی بنائی جائیگی۔ اسکا کوئی علاج کر جائیے۔ کیا سچ ہے ؎

لو ان صدور الفعل یبدون للفتی * کاعقابہ لم تلفہ یتندم

مختصر یہ کہ مرزا جی کی موت کی نسبت کوئی کسی کی پیش گوئی پر فخر کرتا ہے کوئی کسی پر۔ مگر میں تو یہی کہتا ہوں کہ مرزا جی واقعی مستجاب الدعوات تھے خدا نے اُنکی دعا قبول فرمائی اور جو کچھ اُنہوں نے مانگا تھا خدا نے اُنکو عطا کیا ؎

لکھا تھا کاذب مریگا پیشتر * کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

مرزائیو! آؤ اخیر میں ہم تم لوگوں کو مرزا جی کا ایک عام اعلان اور اعتراف سنائیں۔ غور سے سنئے! مرزا صاحب کہتے ہیں:۔

"خدا کی طرف سے جو پیش گوئی کسی ظالم کے حق میں ہوتی ہے آخر وہ پوری ہو جاتی ہے" (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۹۷)

حکیم صاحب! آپ کا بھی اسپر ایمان ہے تو پھر کون ظالم ہے؟ سنئے!

اِنَّا اَوْ اِیَّاکُمْ لَعَلٰی هُدًی اَوْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ؟

(باقی آئندہ)

مرزا کادیانی کی الہامی عمر

(از الف میم عیسائی)

مولوی حکیم نورالدین خلیفہ مرزا نے ریویو (جون جولائی) میں ایک مضمون لکھا ہے۔ اپنے پیر کی حمایت میں کچھ تو اپنی ندامت رفع کرنے کو اور کچھ اپنے مریدوں کی